روزنامہ

1913ء سے جاری شدہ

FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

جمعہ 11/اکتوبر 2013ء 5 ذوالحج 1434 ہجری 11/اخاء 1392 ہش جلد 63-98 نمبر 233

خلفاء اور مشورہ

حضرت میمون بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ کا یہ طریق تھا کہ وہ مختلف معاملات میں حکم جاری کرنے سے پہلے دیکھتے تھے کہ کتاب اللہ میں اس بارہ میں کیا حکم ہے اگر اس میں نہ ملتا تو پھر سنت رسولؐ اللہ میں تلاش کرتے اور اگر اس میں نہ ملتا تو رؤسا کو جمع کرتے اور ان سے مشورہ کرتے۔ جب وہ کسی معاملہ پر اتفاق کرتے تو اس کے مطابق حکم دیتے تھے۔ حضرت عمرؓ کا بھی یہی طریق تھا اور کتاب وسنت کے بعد وہ یہ بھی دیکھتے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ کا اس بارہ میں کیا خیال تھا۔ اس کے بعد علماء سے مشورہ کرتے تھے۔

(اعلام الموقعین جلد1 ص62 باب الوعید علی القول بالرای ابن قیم جوزی)

اخلاق عالیہ صحابہ کرامؓ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

آخری وقت میں حضرت ابن عباسؓ نے گھبراہٹ دیکھ کر تسلی دلاتے ہوئے حضرت عمرؓ سے عرض کیا کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کی محبت کا حق ادا کر دیا۔ آنحضرتؐ آپ سے بوقت وفات راضی تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کا دور بھی آپؓ نے وفا سے نبھایا اور وہ آپؓ سے راضی ہو کر رخصت ہوئے۔ پھر آنحضرت ﷺ کے صحابہ سے واسطہ پڑا اور آپؓ نے ان کا بھی خوب حق ادا کیا اور آپؓ کی جدائی کے وقت وہ سب آپ سے راضی ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کمال انکساری سے فرمایا:۔

''رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کا مجھ سے راضی ہونا تو واقعی اللہ کا احسان ہے۔ البتہ میری یہ گھبراہٹ آپ اور آپ کے اصحاب کی وجہ سے ہے کہ نا معلوم ان کے حق ادا کر سکا ہوں یا نہیں؟ خدا کی قسم اگر میرے پاس زمین کے برابر سونا ہوتا تو اللہ کے عذاب سے بچنے کے لئے پیش کر دیتا۔ پہلے اس سے کہ اس عذاب کو دیکھوں''۔ (بخاری کتاب المناقب باب مناقب عمرؓ)

علی بن زید بیان کرتے ہیں جب حضرت عمرؓ کو خنجر مارا گیا تو حضرت علیؓ عیادت کو آئے اور آپؓ کے سرہانے بیٹھ گئے۔ اسی اثنا میں حضرت عبداللہؓ بن عباس بھی آگئے اور آپ کی تعریف کرنے لگے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ ابن عباس تم جو کہہ رہے ہو کیا اس کی گواہی دو گے؟ حضرت علیؓ نے اشارہ سے حضرت ابن عباسؓ سے ہاں کہنے کو کہا۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا جی حضور! تو حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ ''تم اور تمہارے ساتھی مجھے کسی دھوکہ میں مبتلا نہیں کر سکتے۔'' پھر آپؓ نے حضرت عبداللہؓ بن عمر سے فرمایا۔ ''میرا سر تکیہ سے اٹھا کر مٹی پہ رکھ دو شاید کہ خدا مجھ پر نظر کرم کرے اور رحم فرما دے''۔ (تاریخ مدینہ دمشق
)

بوقت وفات حضرت ابن عمرؓ سے فرمایا کہ امّ المومنین عائشہؓ سے جا کر میرا اسلام عرض کرو اور ''امیر المومنین'' کے الفاظ میرے لئے استعمال نہ کرنا کیونکہ آج کے بعد میں مسلمانوں کا امیر نہیں رہوں گا۔ ان سے کہنا ''عمر بن الخطابؓ اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ حجرہ عائشہؓ میں زمین کی اجازت چاہتے ہیں''۔ حضرت ابن عمرؓ گئے تو وہ بیٹھی رو رہی تھیں۔ انہوں نے پیغام پہنچایا تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا ''میں نے یہ جگہ اپنی قبر کے لئے رکھی ہوئی تھی مگر آج حضرت عمرؓ کی خاطر انہیں اپنے اوپر ترجیح دیتے ہوئے قربانی کرتی ہوں''۔

حضرت ابن عمرؓ جب واپس آئے اور حضرت عمرؓ کو اطلاع ہوئی تو فرمایا مجھے اُٹھا کر بٹھاؤ پھر ابن عمرؓ سے پوچھا کیا خبر لائے؟ عرض کیا اے امیر المومنین! آپ کی خواہش کے مطابق حضرت عائشہؓ نے اجازت دے دی۔ فرمانے لگے۔ ''الحمدللہ! میری ذات کے لئے اس سے اہم کوئی چیز نہیں تھی۔ جب میری وفات ہو جائے تو میرا جنازہ اُٹھا کر وہاں لے جانا اور ایک دفعہ پھر حضرت عائشہؓ سے اس طرح اجازت طلب کرنا کہ عمرؓ بن خطاب آپ کے حجرہ میں تدفین کی اجازت چاہتے ہیں اگر وہ اجازت دیں تو مجھے وہاں دفن کر دینا ورنہ مسلمانوں کے عام مقبرہ میں تدفین کرنا''۔ (بخاری کتاب المناقب باب مناقب عمرؓ)

چنانچہ اپنے آقا و مولا اور ساتھیوں کے پاس حجرۂ عائشہ میں آپ کی تدفین ہوئی۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ کا جنازہ رکھا گیا تو لوگ حضرت عمرؓ کے حق میں دعائیں کر رہے تھے کہ ناگاہ ایک شخص نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا اور حضرت عمرؓ کو مخاطب کر کے کہا ''اللہ آپ پر رحم کرے۔ مجھے یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ اکٹھا کر دے گا کیونکہ میں اکثر رسولؐ اللہ کو فرماتے سنتا تھا ''میں تھا اور ابوبکرؓ و عمرؓ تھے''۔ ''میں نے اور ابوبکرؓ و عمرؓ نے فلاں کام کیا''۔ ''میں اور ابوبکرؓ و عمرؓ فلاں جگہ گئے۔'' اس بناء پر مجھے امید تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان کے ساتھ ہی جگہ دے گا۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو یہ حضرت علیؓ بن ابی طالب تھے۔

آج حضور انور ایدہ اللہ کا

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا آج 11۔اکتوبر کا خطبہ جمعہ ایم ٹی اے پر پاکستانی وقت کے مطابق 8 تا 10 بجے صبح کی نشریات کے دوران ٹیلی کاسٹ ہوگا۔ احباب جماعت حضور انور کا خطبہ جمعہ خود بھی سنیں اور دوسروں کو بھی استفادے کی تلقین فرمائیں۔

نیشنل امراء ذاتی

رابطہ بڑھائیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ فرمودہ 16/اگست 2013ء میں فرماتے ہیں۔

آج سے نیشنل امیر اپنے پروگرام بنائیں کہ ہر جماعت تک انہوں نے کس طرح پہنچ کر جماعتی نظام کو فعال کرنا ہے۔ یوکے (UK) اور چھوٹے ممالک جو ہیں اُن میں تو یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ مرکز میں اور کسی بھی ریجن میں میٹنگ کے لئے جمع کیا جا سکتا ہے۔ جو بڑے ممالک ہیں، امریکہ کینیڈا وغیرہ ہے، وہ اس سلسلہ میں اپنا کوئی ایسا لائحہ عمل بنائیں کہ کس طرح وہ ذاتی رابطہ ہر سطح کی جماعت کو فعال بنانے کے لئے کر سکتے ہیں۔ (روزنامہ الفضل 24 ستمبر 2013ء)

درخواست دعا

☆ مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کیلئے درخواست دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان احباب کی قربانی قبول فرمائے اور ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

مکرم راشد احمد بلوچ صاحب

7

سارے جہاں میں دھوم ہماری زباں کی ہے

محاورے اور ضرب الامثال

زبانِ اردو کے بے بدل شاعر داغ نے کسی زمانے میں یوں سخن آرائی کی تھی کہ ؂

اردو ہے جس کا نام ہمیں جانتے ہیں داغ
سارے جہاں میں دھوم ہماری زباں کی ہے

حسن وخوبی میں یکتا، شیرینی ودل نشینی میں بے مثال سلاست، نرمی وروانی میں اپنا ثانی نہ رکھنے والی زبانِ اردو اپنے جلو میں زبان و بیان کے تمام لوازمات رکھتی ہے۔ جودتِ الفاظ، خوش بیانی اور جملہ لوازم سے اردو آراستہ و پیراستہ ہے۔ گویا دامنِ اردو طرح طرح کے پھولوں سے مہک رہا ہے۔

محاورہ عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں مرکزی نقطۂ فکر وعمل، یعنی محاورہ کسی زبان کا وہ مرکزی نقطہ ہوتا ہے جو باوجود مختصر ہونے کے اپنے اردگرد پھیلی بہت ساری حقیقتوں کو اپنے اندر سمیٹ لیتا ہے کہاوتیں یا ضرب الامثال انسان کے صدیوں کے تجربات ومشاہدات کا نچوڑ ہوتی ہیں جن میں کسی بات یا سچائی کو مختصراً بیان کر دیا جاتا ہے جو بعض دفعہ اپنی توجیہہ میں کوئی لمبا چوڑا واقعہ بھی رکھتی ہے۔

ضرب الامثال کے باب میں بھی اردو کا دامن نہایت وسیع ہے۔ اردو میں نہایت دلچسپ ضرب الامثال کی بھی کمی نہیں جو کسی خاص واقعہ یا پتا کے بعد وجود میں آئیں۔ ایسی ہی چند ایک ضرب الامثال درج ذیل ہیں۔

جان ہے تو جہان ہے

کہتے ہیں کہ ایک شخص دریا میں ڈوب رہا تھا۔ ڈوبتے ہوئے وہ زور زور سے چیخنے چلانے لگا کہ ''مجھے نکالو نہیں تو جگ ڈوبا'' لوگوں نے اس کی جان بچائی اور دریا سے نکالنے کے بعد پوچھا۔ یہ تو بتاؤ تمہارے ڈوبنے سے جگ کیسے ڈوب رہا تھا۔ اس شخص نے جواب دیا ''جان ہے تو جہان ہے''۔ یہ بات دنیا کی دیگر زبانوں میں بھی ضرب المثل کے طور پر بیان ہوتی ہے۔ فارسی میں کہتے ہیں ''من زندہ جہاں زندہ''۔ اسی طرح انگریزی اور دوسری زبانوں میں بھی اسی بات کو مختلف پیرایوں میں بیان کیا گیا ہے۔ میر تقی میر نے اس بات کو یوں شعر میں ڈھالا ؂

میر عمداً بھی کوئی مرتا ہے
جان ہے تو جہان ہے پیارے

مرغ کی ایک ٹانگ

یعنی ایک ہی بات کی رٹ لگائی رکھنا۔ کہتے ہیں کہ ایک خانساماں نے مرغ پکا کر مالک کے آگے رکھا تو مالک نے پوچھا ''اس کی دوسری ٹانگ کہاں ہے؟'' ''خانساماں نے کہا۔'' حضور اس مرغ کی نسل ہی ایسی تھی جس کے ایک ٹانگ ہوتی ہے۔ مالک اس وقت چپ ہو گیا۔ جب کھا پی کر ٹہلنے لگا تو دیکھا کہ سامنے ایک مرغ ٹانگ سکیٹرے کھڑا ہے۔ خانساماں نے فوراً کہا یہ مرغ بھی اسی نسل کا ہے۔ مالک نے ہش کی تو مرغ نے بھاگنے کے لئے دوسری ٹانگ بھی نیچے رکھ دی۔ خانساماں نے کہا۔ ''کیا خوب! آنجناب اُس وقت بھی ایسا ہی کرتے تو وہ مرغ بھی دوسری ٹانگ نکال دیتا''

اس واقعہ کے بعد یہ ضرب المثل وجود میں آئی کہ ''مرغ کی ایک ٹانگ'' یعنی بے جا بات پر اڑے رہنا۔ ایک ہی بات کی رٹ لگائی رکھنا۔

میں کمبل کو چھوڑوں کمبل مجھے نہ چھوڑے

یہ محاورہ بھی نہایت دلچسپ ہے۔ اس محاورے کو اس وقت استعمال کرتے ہیں جب کوئی ہاتھ دھو کر آپ کے پیچھے پڑ جائے۔ آپ کا وقت ضائع کرے اور جان نہ چھوڑے۔ اس محاورے کا پس منظر بیان کرتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ دو دوست دریا کے کنارے سفر کر رہے تھے۔ ان کے پاس اوڑھنے کو کچھ نہ تھا۔ اچانک ایک دوست کو دریا میں کمبل بہتا ہوا نظر آیا۔ اس نے اپنے دوست سے کہا ''وہ دیکھو دریا میں کمبل بہہ رہا ہے میں ابھی اسے نکال کر لاتا ہوں۔'' یہ کہہ کر اس نے دریا میں چھلانگ لگا دی۔ جب وہ اس کمبل کو پکڑنے میں کامیاب ہو گیا تو دیکھا کہ وہ کمبل نہیں بلکہ ریچھ ہے۔ ریچھ نے اس شخص کو پکڑ لیا۔

دریا کنارے کھڑے دوست نے آواز دی۔ کمبل کو چھوڑو تم دریا سے باہر آ جاؤ۔ اس شخص نے جواب دیا۔ ''میں تو کمبل کو چھوڑ رہا ہوں مگر کمبل مجھے نہیں چھوڑ رہا۔''

ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور

روئے زمین پر آباد جانوروں میں ہاتھی ایک بہت بڑا اور عظیم الجثہ جانور ہے۔ جسامت کے لحاظ سے بھاری بھرکم طاقت کے لحاظ سے بھرپور اور پھر بڑے بڑے سفید دانت۔ یہ دانت ہاتھی کی خوبصورتی بڑھانے کے علاوہ اور کسی کام نہیں آتے۔ البتہ منہ کے اندر والے دانت غذا چبانے کے کام آتے ہیں۔ یعنی منہ کے اندر والے دانت کھانے کے اور باہر والے دانت دکھانے کے۔ جب کوئی شخص اندر سے کچھ ہو اور ظاہر کچھ اور کرے تو ایسی صورت میں یہ محاورہ بولا جاتا ہے۔

مکرم ندیم احمد فرخ صاحب

لغت کے معنی اور چند مشہور لغات

لغت کے معانی

1۔ بولی، زبان۔ 2۔ فرہنگ، ڈکشنری

حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق مرتبہ مجموعہ الفاظ جس میں ہر لفظ کے مقابل اس کے معنی اسی زبان یا کسی دوسری زبان میں درج ہوں۔ جمع لغات، اردو جمع لغت لغتوں (لغتوں، لغتیں)

(فیروز اللغات اردو صفحہ 1218)

جیسا کہ لغت کی تعریف سے ظاہر ہے لغت ایسی کتاب کو کہتے ہیں جس میں ترتیب تہجی کے مطابق مجموعہ الفاظ ہو اور اس کے ساتھ اس کے معنٰی بھی ہوں اور جس کتاب میں یہ خصوصیات پائی جاتی ہوں اس کتاب کو ہم اردو میں لغت، فارسی میں فرہنگ، عربی میں قاموس، سنسکرت اور ہندی میں کوش اور انگریزی میں ڈکشنری کہیں گے۔

دنیا کی پہلی لغت

دنیا کی پہلی لغت کونسی تھی؟ اس سوال کے متعلق مختلف لوگوں کی مختلف آراء ہیں۔ مگر ماہرین لسانیات کی بھاری تعداد اس بات پر متفق ہے کہ دنیا کی سب سے پہلی لغت یونانی زبان میں تھی۔ دنیا کی اس پہلی لغت کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ یہ سرزمین یونان کے ایک دانشور ایتھینس نے ایسے 35 یونانیوں کے نام لئے ہیں۔ جنہوں نے یونانی زبان کے لغات لکھے تھے لیکن یہ تمام لغات جو یونانیوں نے لکھے تھے۔ سطح زمین سے ناپید ہیں ان لغات کے نہ ہونے کی وجہ سے یونان کے لغت نویس زینودوئس کی تالیف شدہ لغت گلوسا کو دنیا کی سب سے پہلی لغت ڈکشنری فرہنگ یا کوش تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس کے مؤلف کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ یہ دوسری صدی عیسوی کے زمانہ میں بطلیموس کے دور حکومت میں سکندریہ کے کتب خانہ کا مہتمم تھا۔

اردو کی پہلی لغت

اردو زبان کی پہلی لغت بحر الفضائل فی منافع الافاضل کو قرار دیا جاتا ہے۔ اسے 795ھ میں محمد بن قاسم محمد بن قوام کرخی نے تالیف کیا تھا۔ اس میں اردو الفاظ کے معانی فارسی زبان میں دیئے گئے ہیں۔ بعد ازاں متعدد لغات شائع ہوئیں جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں۔ اورنگ زیب عالمگیر کے زمانۂ حکومت میں تحفۃ الہند لکھی گئی اور لکھنے والے مرزا محمد بن فخر الدین تھے اور اس میں اردو الفاظ کے معنی فارسی میں دیئے گئے تھے۔

غرائب اللغات مؤلفہ مولوی عبدالواسع ہانسوی اس میں بھی اردو الفاظ کے معنی فارسی میں دیئے گئے ہیں۔

نوادر اللغات (1756ء) مؤلفہ سراج الدین علی خان آرزو

فرگوسن کی ہندوستانی لغت (1800ء)۔ شیکسپیئر اور فوربس کی ڈکشنریاں

ہندوستانی انگریزی لغت (1808ء) مؤلفہ جوزف ٹیلر اور ولیم ہنٹر

انگریزی ہندوستانی لغت (1876ء) مؤلفہ ڈاکٹر فیلسن

اردو، کلاسیکی ہندی اور انگریزی ڈکشنری (1885ء) مؤلفہ جان، ٹی پلیٹس، ایم اے

امیر اللغات (92-1891ء) مؤلفہ امیر مینائی

فیروز اللغات اردو جامع (1897ء) مؤلفہ مولوی فیروز الدین

فرہنگ آصفیہ (1908ء) مؤلفہ منشی سید احمد دہلوی

نور اللغات (1922ء) مؤلفہ مولوی نور الحسن نیر کاکوری

جامع اللغات (1933ء) مؤلفہ عبدالمجید بی اے

(اس مضمون کی تیاری کے لئے فیروز اللغات اردو جامع سن اشاعت 2005ء سے استفادہ کیا گیا ہے)

لفظ چھنا کی کہانی

اردو زبان میں رائج یہ لفظ پنجابی زبان میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ اگر چہ لفظ ''چھنا'' بڑی چھلنی یا چھنی کے لئے بھی بولا جاتا ہے لیکن پیتل کے اس برتن کو بھی چھنا کہا جاتا ہے' جو مٹی کے گول پیالے کی طرح ہوتا ہے۔ آج سے نصف صدی پہلے یہ برتن دیہات میں اکثر استعمال کیا جاتا تھا۔ اب غور کیجیئے کہ یہ لفظ ''چھنا'' چھاننے سے نہیں بنا بلکہ اس کی اصل عربی زبان کا لفظ ''شنہ'' ہے جس کا مطلب ہے پانی کو انڈیلنا۔ پھر اس مقدار کے لئے بھی لفظ ''شنہ'' بولا جانے لگا جس میں عرب لوگ اکثر پانی پیتے تھے' جیسے ہم کہتے ہیں: ایک گلاس پانی، اسی طرح ''شنہ من الماء'' کہا گیا' یعنی ایک شنہ پانی! پھر اس لفظ کا اطلاق اس برتن پر بھی کیا جانے لگا' جو گول اور بڑا ہو اور جس کا پیندا ہموار ہو' چنانچہ آج بھی دودھ کا ''چھنا'' کہا جاتا ہے۔ یعنی دودھ سے بھرا پیالہ' لیکن یہ پیالہ' مٹی سے نہیں بلکہ پیتل سے بنا ہوتا ہے۔

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت: دار النصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

مکرم جمیل احمد بٹ صاحب

اظہار رائے کی آزادی اور اس کی حدود

قرآن کریم کی جامع تعلیم اور مناسب قوانین کی ضرورت

Inocence of Muslims نامی فلم کی نمائش عالم اسلام کے دلوں کو دکھانے کی ایک بالارادہ مذموم کوشش تھی۔ اس واقعہ پر اظہار خیال کرتے ہوئے حضرت امام جماعت احمدیہ نے جہاں اس کی مذمت کی وہاں عالم اسلام کی مثبت راہنمائی بھی فرمائی۔ نیز مغربی دنیا کو اظہار رائے کی آزادی کو حدود میں رکھنے کے لئے قانون سازی کی طرف بھی توجہ دلائی تا کہ آئندہ ایسے واقعات کو قانون کی مدد سے روکا جاسکے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی یہ نصیحت اس حوالہ سے بہت اہم تھی کہ کئی ممالک بالخصوص امریکہ کی جانب سے برملا یہ کہا گیا کہ وہ اس فلم کی نمائش کو روکنے اور اس کے بنانے کے ذمہ داروں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرسکتے کیونکہ ان کے ملکی قوانین اس کی اجازت نہیں دیتے۔

اس پس منظر میں اظہار رائے کی آزادی اور اس کی حدود کی مختلف پہلوؤں سے وضاحت اس مضمون کا موضوع ہے۔

آغاز گفتگو میں یہ ذکر برمحل ہوگا کہ اظہار کی قوت اللہ تعالیٰ کی عطا ہے اور اس نے اس کے استعمال کے بارے میں راہنمائی بھی فرمادی ہے۔

1۔ عطائے الٰہی

اللہ تعالیٰ نے ہر شے کو قوت اظہار بخشی ہے جیسا کہ فرمایا:

ترجمہ: جس نے ہر چیز کو گویائی بخشی ہے۔

(حٰم سجدہ 22:41)

دیگر مخلوق میں اس قوت کے اظہار کے خاص خاص مواقع ہیں جیسے قرآن کریم بروز حشر انسانی جلد کے چمڑے کی گواہی کا ذکر فرماتا ہے۔ نیز کائنات کے تمام اجسام کا اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے کا۔

(بنی اسرائیل 45:17)

پرندوں کی زبان کا بھی ذکر ہے۔

(نمل 17:)

انسان کو اس قوت کے دیئے جانے کا بطور خاص یوں ذکر فرمایا:

ترجمہ: اسے (انسان کو) بیان سکھایا۔

(رحمٰن 5:55)

غرضیکہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ تمام مخلوق قوت اظہار رکھتی ہے اور ان قوانین کے تابع ہے جو اس غرض سے ان کے لئے مقرر ہیں۔ یہ ایک اہم عطائے الٰہی ہے اس لئے قرآن کریم نے کئی جگہ (الصّٰفّٰت 93:37) (انبیاء 64:21 تا 66) یہ ذکر فرمایا کہ انسان کے خود تراشیدہ بت قوت گویائی سے محروم ہوتے ہیں۔

2۔ حدود

انسان چونکہ اپنے اعمال کے لئے جواب دہ ہے اس لئے قوت گویائی کے حوالے سے بھی اسے پابند نہیں کیا گیا اور صرف زبان کے استعمال کے بارے میں الٰہی کتب کے ذریعہ راہنمائی فرمادی گئی۔

Old Testament

تورات میں اس اصولی راہنمائی کا امثال باب 12 میں یوں ذکر ہے:

’’لبوں کی خطا کاری میں شریر کے لئے پھندا ہے۔‘‘ (آیت 13)

’’بے تامل بولنے والوں کی باتیں تلوار کی طرح چھیدتی ہیں لیکن دانش مند کی زبان صحت مند ہے۔‘‘ (آیت 18)

’’جھوٹے لبوں سے خداوند کو نفرت ہے۔‘‘ (آیت 22)

قرآن کریم

ایک مکمل شریعت ہونے کے ناطے قرآن کریم میں اس قوتِ گویائی کے استعمال کے مفید اور مضر تمام پہلوؤں کو پوری وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔

خلاصۃً یہ تعلیم اس طرح ہے:

دھیمی آواز میں بات کرو۔ (لقمان 20:31)

واضح، صاف اور سیدھی بات کرو جس میں کوئی پیچیدگی نہ ہو۔ (احزاب 71:33)

جھوٹ کو سچ کا لباس مت پہناؤ، غلط اور صحیح کو خلط ملط مت کرو۔ حق کی بات کو مت چھپاؤ۔

(بقرہ 43:2)

جھوٹ نہ بولو، تصنّع، بناوٹ، فریب کاری کی باتیں مت کرو۔ (حج 31:22)

گفتگو میں عدل وانصاف کو ملحوظ خاطر رکھو۔

(انعام 153:6)

بات خوبصورت انداز میں توازن برقرار رکھتے ہوئے پیش کرو۔

(بنی اسرائیل 54:17) (بقرہ 84:2)

ایسی زبان بولو جو معاشرے میں شرفاء کی زبان سمجھی جاتی ہے۔ (نساء 6:4)

دوسروں کے جذبات کا خیال رکھو، اور نرمی سے بات کرو۔ (طٰہٰ 45:20)

نرم لہجہ میں بات کرو۔ (بقرہ 84:2)

ہر ایک کو سلامتی کا پیغام دو۔ (زخرف 90:43)

ہر لغو بات سے پرہیز کرو۔

(انعام 154:6) (مومنون 4:23)

لغو باتیں سنو بھی نہیں۔ (قصص 56:28)

معاشرے میں فحش باتیں مت پھیلاؤ۔

(نور 20:24)

جب تک کسی بات کی خود تحقیق نہ کرلو اس کے پیچھے مت لگو۔ (بنی اسرائیل 37:17)

افواہیں مت پھیلاؤ۔ (حجرات 7:49)

اس کی اطلاع ذمہ دار حکام کو دو۔

(نساء 84:4)

دوسروں کے متعلق حسن ظن سے کام لو۔

(نور 13:24) (حجرات 13:49)

بلاتحقیق باتیں مت پھیلاؤ۔

(نور 13:24، 16 اور 17)

دوسروں کے معاملات کی ٹوہ میں نہ لگے رہو۔

(حجرات 13:49)

کسی پر تہمت مت لگاؤ۔ (نور 24:24)

ایک دوسرے کی غیبت مت کرو۔

(حجرات 13:49)

ایک دوسرے کا تمسخر مت اُڑاؤ۔

(حجرات 12:49)

ایک دوسرے کے خلاف الزام تراشی مت کرو۔

(حجرات 12:49)

کسی سے حسد مت کرو۔ (نساء 55:4)

ایک دوسرے کے برے برے نام مت رکھو۔ (حجرات 12:49)

کشادہ نگاہی اور وسعت قلب سے درگزر کرو۔ (آل عمران 135:3)

غصہ کو دباؤ۔ (شوریٰ 38:42)

یونہی اپنے آپ کو مقدس نہ بتلاتے پھرو۔

(نجم 33:53)

کبھی منافقت نہ کرو۔ (آل عمران 168:3)

دوسروں تک حق کی بات بطریق احسن پہنچاؤ۔

(نحل 126:16)

بحث میں بھی اچھا انداز اختیار کرو۔

(نحل 126:16)

اچھے طریق پر گفتگو کر کے دشمن کو بھی دوست بناؤ۔ (حٰم سجدہ 35:41)

دشمنوں سے بھی کامل عدل کرو۔ (مائدہ 9:5)

بانیان مذہب کی عزت کرو۔

(آل عمران 82:3) (مائدہ 165:5) (نساء 37:4)

غیروں کے معبودوں کے حق میں بھی گستاخی نہ کرو۔ (انعام 109:6)

دین سے تمسخر اور استہزاء کرنے والوں سے الگ ہو جاؤ۔ (انعام 71:6)

ان کی مجلسوں میں نہ بیٹھو۔ (نساء 141:4)

3۔ کیا بولیں

بندوں سے گفتگو میں ان سب احتیاطوں کے ساتھ قرآن کریم انسان کو اپنی زبان کے اور بھی بہتر استعمال کے درج ذیل امکانات کی طرف راہنمائی فرماتا ہے۔

1۔ حمد وتسبیح:

کسی بھی زبان کے لئے سب سے بہتر اور ضروری اظہار اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح ہے۔ قرآن کریم نے اس کا حکم کئی بار دہرایا ہے جیسے:

(حجر 99:15)، (طٰہٰ 131:20)،

(مومن 56:40)، (ق 41:50)،

(طور 49:52)، (نصر 4:110)

اور اہل ایمان انہیں کو قرار دیا ہے جو خدا کی حمد اور تسبیح میں مصروف رہتے ہیں (سجدہ 16:32)۔

اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور حمد ایک ایسا عمل ہے جس سے انسان کو اپنی ادنیٰ اور لاشے حیثیت کا ادراک ہوتا ہے اور وہ اپنے اظہار اور عمل پر نگہبان رہتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد بھی اسی طرف توجہ دلاتا ہے کہ دو کلمات زبان پر بہت ہلکے ہیں لیکن وزن میں بہت بھاری، سبحان اللّٰہ و بحمدہ سبحان اللّٰہ العظیم۔

2۔ ذکر الٰہی:

زبان کو اللہ کے ذکر سے تر رکھنا بھی اس کا ایک بہترین استعمال ہے۔ قرآن کریم نے یہ بات بھی بطور حکم فرمائی کہ:

ترجمہ: اللہ کو بکثرت یاد کرو۔ (جمعہ 11:62)

ذکر الٰہی کے دو خوش کن نتائج جو قرآن کریم میں مذکور ہیں ان میں ایک تو فلاح اور کامیابی ہے جیسا کہ اس آیت کا آخری حصہ

ترجمہ: تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ (جمعہ 11:62)

اور دوسرا اطمینان قلب ہے جیسا کہ فرمایا:

ترجمہ: سنو! اللہ ہی کے ذکر سے دل اطمینان پکڑتے ہیں۔ (رعد 29:13)

3۔ درود:

زبان کا ایک اور اچھا استعمال آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنا ہے۔ یہ ان احسانات کی کسی قدر شکر گزاری ہے جو محسن انسانیت حضرت محمد ﷺ نے بنی نوع انسان پر فرمائے۔ قرآن کریم نے اس بارے میں یہ حکم دیا ہے:

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم بھی اس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔

(احزاب 57:33)

4۔ اظہار حق:

اظہار کا ایک اور میدان حق گوئی ہے۔ خطرات ونقصانات کی پرواہ کئے بغیر سچائی کا برملا اظہار ایک پسندیدہ عمل ہے، اور اس لئے دیدہ دانستہ حق کو چھپانے سے روکا گیا ہے۔ فرمایا:

ترجمہ: اور حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط نہ کرو اور حق کو چھپاؤ نہیں۔ (بقرہ 43:2)

5۔ دعوت الی اللہ:

ایک اور ضروری اظہار لوگوں کو اللہ کی طرف بلانا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں واضح حکم دیا ہے جیسا فرمایا:

ترجمہ: اپنے ربّ کے راستے کی طرف حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دے اور ان سے ایسی دلیل کے ساتھ بحث کر جو بہترین ہو۔ (نحل 126:16)

دعوت الی اللہ کے لئے اظہار کو اللہ نے بہتر بات بھی قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا:

ترجمہ: اور بات کہنے میں اس سے بہتر کون ہوسکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے۔

(حٰم سجدہ 34:41)

4۔ اس تعلیم کی اہمیت

یہ حدود ہیں جن میں رہ کر اظہار رائے فرد کے لئے فرحت، سکینت اور اطمینان اور معاشرے کے لئے امن و سلامتی کا ضامن ہے اور ان کی خلاف ورزی اس کے برخلاف بدنتائج کی ذمہ دار۔

یہ نتائج اتنے یقینی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ سے بھی فرمایا:

اگر تو سخت زبان ہوتا تو یہ سب لوگ تتر بتر ہوجاتے۔ (آل عمران 160:)

یہ اہمیت اس بات سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے زبان کو ان دو اعضاء میں سے اول نمبر پر رکھا جن کی حفاظت انسان کے اچھے انجام کی ضمانت ہے۔

اس لئے آج جن معاشروں میں ان کا خیال نہیں رکھا جارہا یا کچھ کی خلاف ورزی ہورہی ہے وہاں لوگ مسائل کا شکار ہیں۔

گفتگو کے ان آداب کی اہمیت اس وقت اور بھی بڑھ جاتی ہے جب بات ان ذرائع پر ہو رہی ہو جن کی پہنچ زیادہ ہے۔ سائنسی ترقی نے آج ترسیل کے زیادہ مؤثر ذرائع عام کر دئے ہیں۔ کوئی بھی تقریر، ویڈیو یا فلم الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے فوراً بڑی آبادی تک پہنچ جاتی ہے اور پھر E-mail، Facebook اور Twitter کے ذریعے اس کا دائرہ وسیع تر ہوتا جاتا ہے۔

اس تناظر میں ان حدود کا خیال نہ رکھنا، پیدا کردہ مسائل کو بھی اسی نسبت سے بڑھا دیتا ہے۔

5۔ اظہار رائے کی مکمل آزادی کا موجودہ تصور

پس منظر:

مکمل آزادی کا موجودہ تصور واقعاتی طور پر اس ظالمانہ روک ٹوک کا منطقی نتیجہ ہے جو رومن کیتھولک چرچ نے اپنے اقتدار کے زمانے میں اختلاف کرنے والوں پر روا رکھی۔

چرچ کے کرتا دھرتا ہر اس آواز کو سختی سے دبا دیتے جو ان کی سوچ سے ذرہ بھی مختلف ہوتی یا جسے وہ اپنی دانست میں چرچ کے مفاد کے خلاف سمجھتے۔ ایسی سوچوں، خیالات اور آوازوں کو دبانے کے لئے وہ مذہب کی آڑ لیتے اور ان لوگوں کو کافر قرار دے کر اول ظلم و بربریت کے ساتھ اقرار کرواتے اور پھر زندہ جلا کر موت کے گھاٹ اتار دیتے اور مرد اور عورت کی کوئی تمیز نہ کرتے۔

تاریخ نے اس سیاہ دور کو Inquisition کا نام دیا ہے اس کے تحت پہلا مقدمہ 1184ء میں ہوا اور یہ سلسلہ کئی صدیوں پر محیط رہا۔ پرتگال اور سپین میں اس کے علیحدہ علیحدہ دور بھی ہوئے۔ اسی کے تحت مشہور سائنس دان گلیلیو کو اس جرم میں سزا دی گئی کہ وہ بائبل کی تعلیم کے خلاف یہ کہتا تھا کہ زمین سورج کے گرد گھومتی ہے۔ وہ 1642ء میں جیل میں فوت ہوا۔

پھر شخصی بادشاہتیں بھی ایسی آوازوں کو بالجبر دباتیں۔ جنہیں وہ اپنی حکومتوں کے لئے خطرہ جانتیں۔ کلی اقتدار کے ساتھ ان کے لئے ایسا کرنا ممکن ہوجاتا اور کسی مخالف کو باقی نہ چھوڑا جاتا۔

ردعمل:

ان ظلموں کے خلاف ردعمل کے طور پر عیسائی دنیا میں آزادروی کے خیالات عام ہوئے۔ امریکہ میں دونوں جہات سے تحت ردعمل ظاہر ہوا۔ امریکہ کی دریافت کے بعد ابتدائی تمام آبادکار مذہبی طور پر Protestant عیسائی تھے جو کیتھولک چرچ کی Inquisition کے مارے ہوئے تھے اور ان سے بچنے کے لئے اپنے وطن چھوڑ کر اور نقل مکانی کر کے امریکہ کے غیر آباد ملک میں آن بسے تھے۔

دوسرے وہ ابتدائی طور پر انگریزوں کے زیر تسلط رہے اور اس شخصی بادشاہت کے تحت اظہار رائے کے حق سے محروم رہے۔ اسی سبب ان میں کلی آزادی کے تصور نے گھر کرلیا۔

6۔ اظہار رائے کی آزادی کے قوانین

مختلف ملکوں میں اظہار رائے کی آزادی کے قوانین کی تاریخ میں درج ذیل سنگ میل نمایاں ہیں:

1۔ 1689ء میں انگلینڈ میں حقوق کا بل Bill of Rights منظور ہوا۔ جس میں اظہار رائے کی آزادی کا حق تسلیم کیا گیا۔

2۔ سو سال بعد انقلاب فرانس کے دوران 1789ء میں عام لوگوں اور شہریوں کے حقوق کا اعلامیہ Declaration of the Rights of Man and of Citizen منظور کیا گیا۔ جس میں اظہار رائے کی آزادی کا حق تسلیم کیا گیا۔

3۔ 1791ء میں امریکہ میں امریکی حقوق کے بل میں پہلی ترمیم 1st Amendment to US Bills of Right منظور کی گئی، جس میں پانچ حقوق کی ضمانت لی گئی اور اظہار رائے کی آزادی کو ناقابل تنسیخ قرار دیا گیا۔ اس کے الفاظ یہ تھے:

"Congress shall make no law ..... adriding (limiting) the freedom of speech or of the press ....."

ترجمہ: کانگریس کوئی ایسا قانون نہیں بنا سکتی جس سے اظہار اور پریس کی آزادی پر کوئی بھی قدغن لگتی ہو۔

4۔ 1948ء میں اقوام متحدہ نے حقوق انسانی کا عالمگیر اعلامیہ Universal Declaration of Human Rights منظور کیا جس میں کہا گیا۔

"Everyone has the right to freedom of opinion and expression ...... without interference."

ترجمہ: ہر شخص رائے رکھنے اور اس کا اظہار کرنے کے لئے بلا روک ٹوک آزاد ہے۔

نتیجہ:

یہ قوانین دوسری انتہا پر تھے اور قید سے آزاد اظہار رائے کی اس بے محابا آزادی نے دو محاذوں پر تباہ کن نتائج ظاہر کئے:

ایک:

ہر گند بلا کے کھلے اظہار سے عریانی و فحاشی کا چلن ہوا۔

انسانی رشتوں میں تکلیف دہ دراڑیں پڑیں۔

خاندانی ڈھانچہ Family Structure کی ٹوٹ پھوٹ ہوئی۔

لوگوں کی ذاتی زندگی میں مداخلت اور ٹوہ میں لگ کر فحش کی اشاعت کی راہ کھلی۔

دوسرے:

مذہبی اقدار اور شخصیات پر انتہائی قابل نفرت حملوں پر جرأت ہوئی۔

حضرت عیسیٰؑ اور دیگر انبیاء پر فلمیں بنائی گئیں اور عیسائی دنیا نے اسے برداشت کرلیا۔

پھر آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس پر 2006ء میں تکلیف دہ کارٹون اور اب ایک انتہائی ظالمانہ فلم بنائی گئی۔

7۔ آزادی رائے کا حق اب بھی قطعی نہیں

یہ بات قابل ذکر ہے کہ باوجود اس تصور کے کہ اظہار رائے پر کوئی پابندی نہیں عملاً بیشتر ملکوں میں ایسا نہیں ہے۔

1948ء میں UNO نے جب حقوق انسانی کا عالم گیر اعلامیہ (Universal Declaration of Human Rights) منظور کیا تو اس اظہار رائے کی آزادی کے حق کی یہ حدود متعین کی گئیں:

"The exercise of these rights carries special duties and responsibilities and may therefore be subject to certain restrictions when necessary for respect of the rights or reputation of others or for protection of national securtiy or, of public order or of public health or morals."

ترجمہ: ان حقوق کا استعمال خصوصی فرائض اور ذمہ داریوں کا متقاضی ہے۔ اس لئے دوسروں کے حقوق، شہرت، قومی سلامتی، امن عامہ، عمومی صحت اور اخلاق کے تحفظ کے لئے جب ضروری ہو تو ان پر پابندیاں لگائی جاسکتی ہیں۔

عملاً جن معاملات کی خاطر پابندیاں لگائی گئیں ان میں ایک معاملہ Holocaust ہے۔ نازی جرمنی دور میں یہودیوں پر مظالم کی جو تفصیل بیان کی جاتی ہے اگر کوئی شخص اس کا انکار کرے یا اس میں کمی بیان کرے تو اسے جرم قرار دیا گیا۔

یورپین یونین کے تقریباً تمام ممالک میں اب تک یہ جرم ہے اور 2009ء میں بھی جرمنی میں اس جرم کے مرتکب ایک شخص کو سزا دی گئی ہے۔

مذہبی شخصیات کی توہین کے لئے کئی ممالک میں Blasphemy قوانین رائج ہیں۔ انگلینڈ میں یہ قوانین ابھی کچھ عرصہ پیشتر 8 جولائی 2008ء کو ختم کئے گئے۔ ان کے تحت آخری بار 1977ء میں ایک مجرم کو سزا دی گئی اور اس سے پہلے 1883ء سے 1922ء کے درمیان 5 افراد کو۔

امریکہ میں اظہار رائے کی آزادی کا قانون قطعی (Absolute) ہے اس کے باوجود قومی سلامتی کے نام پر پابندیاں لگتی رہتی ہیں 9/11 کے بعد اس آزادی پر پابندیاں لگائی گئیں۔ جس پر شہری آزادیوں کے اداروں کی طرف سے نکتہ چینی بھی ہوئی۔

غرضیکہ جب اور جہاں یہ طاقتیں اپنا مفاد جانتی ہیں اس آزادی کے استعمال کو روک دیتی ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے چونکہ عملاً یہ لادین ہیں اس لئے مذہبی شخصیات کی توہین پر انہیں کوئی اعتراض نہیں ہوتا۔

8۔ قانون میں تبدیلی کی ضرورت

وہ نیک اور بزرگ شخصیات جنہیں کروڑہا

لوگ مقدس جانتے ہیں۔انہیں چند سر پھرے اور نیم پاگل لوگوں کی عامیانہ سوچوں کا نشانہ بننے سے روکنا حکومتوں کا فرض ہے۔

آزادی کا یہ مطلب کیسے ہوسکتا ہے کہ چند افراد کو کھلی چھوٹ دے دی جائے اور کروڑہا افراد کے اس حق کی پرواہ نہ کی جائے کہ جس وجود کو وہ مقدس جانتے ہیں اس کے تقدس کی حفاظت ہو۔

زندہ رہنا ایک بنیادی حق ہے اور زندگی کے قیام کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنا ممنوع ہے تو مذہب اور عقیدوں کی بنیاد پر قائم روحانی زندگی بھی تو ایک حق ہے اور اس کی حق تلفی بھی جرم ہونا چاہئے۔

آزادی کا تصور یہی ہے کہ ایک شخص کے چھڑی گھمانے کا حق وہاں ختم ہو جاتا ہے جہاں دوسرے وجود کا کوئی حصہ حائل ہوتا ہے۔

پس اظہار کی آزادی بھی وہاں ختم ہو جاتی ہے، جہاں دوسرے افراد کی عقیدت، محبت اور تعلق کی حد شروع ہوتی ہے۔

ضروری ہے کہ یہ سادہ سا اصول اپنانے کے لئے قانون سازی کر کے آزادی رائے کو محدود کیا جائے۔

چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو توجہ دلائی ہے کہ آزادی رائے سے متعلق قوانین کوئی خدائی قانون نہیں اور انہیں تبدیل کیا جانا چاہئے اور دنیا کے پڑھے لکھے لوگوں اور ارباب حکومت اور سیاست دانوں کو سوچنا چاہئے کہ کیا وہ ان چند بے ہودہ لوگوں کو سختی سے نہ دبا کر وہ خود بھی اس مفسدہ کا حصہ تو نہیں بن رہے؟

عوام الناس کو بھی سوچنا چاہئے کہ دوسروں کے مذہبی جذبات سے کھیل کر اور دنیا کے ان چند کیڑوں اور غلاظت میں ڈوبے ہوئے لوگوں کی ہاں میں ہاں ملا کر وہ خود بھی دنیا کے امن کی بربادی میں حصہ دار تو نہیں بن رہے؟

9۔تبدیلی قانون کے لئے مسلم دنیا کا کردار

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 21 ستمبر 2012ء میں اظہار فرمایا کہ تعداد کے لحاظ سے مسلمان دنیا کی دوسری بڑی مذہبی طاقت ہیں اور اگر وہ اس اہمیت کو سمجھیں تو دنیا میں ایک انقلاب پیدا ہوسکتا ہے۔ موجودہ صورتحال اور کمزوری کی کیفیت مسلمانوں کی اکائی اور لیڈر شپ نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔

یہ ایک بنیادی رہنمائی ہے اور اگر اہل اسلام اس راہ کو اختیار کر سکیں تو اظہار رائے کی آزادی کے قوانین میں مطلوبہ احتیاطیں یقیناً شامل ہوسکتی ہیں اور آنحضرت ﷺ کے خلاف بدگوئی کا یہ سلسلہ رک سکتا ہے۔

10۔تبدیلی قانون تک کا لائحہ عمل

جب تک یہ مثبت تبدیلی پیدا نہیں ہوتی۔ایسے مذموم واقعات کی روک تھام کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اسی خطاب میں ایک انتہائی قابل عمل اور مثبت لائحہ عمل بھی تجویز فرمایا ہے۔جس کے اہم نکات درج ذیل ہیں:

1۔اسلام دشمنوں کی ایسی ناپاک کوششوں کو اسلام کے مقابل ہزیمت اور شکست جاننا۔

2۔ایسے واقعات پر دلی جذبات کے اظہار میں اپنے آپ کو نقصان سے بچانا۔

3۔آنحضرت ﷺ پر بکثرت درود بھیجنا۔

4۔آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو اپنی عملی زندگی میں پورے طور پر اپنانا۔

5۔غیر مسلم دنیا میں آنحضرت ﷺ کی مقدس سیرت وسوانح کو پھیلانا۔

6۔بدگوئی کرنے والوں کے بارے میں حضرت مسیح موعود کے درج ذیل فرمودہ طریق کو اپنانا۔

”میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر ہم جنگل کے سانپوں اور بیابانوں کے درندوں سے صلح کر لیں تو یہ ممکن ہے مگر ہم ایسے لوگوں سے صلح نہیں کر سکتے جو خدا کے پاک نبیوں کی شان میں بدگوئی سے باز نہیں آتے۔“

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ نمبر 386)

11۔بدگوئی کو نہ روکنے والوں کے لئے انتباہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس خطاب میں دوٹوک انداز میں فرمایا کہ:

”بعض سیاستدان آزادی اظہار کے نام پر اس گھناؤنے فعل کے حق میں بول رہے ہیں لیکن نہیں جانتے کہ دنیا گلوبل ولیج بن چکی ہے۔اگر کھل کر برائی کو برائی نہ کہا گیا تو یہ باتیں ان ملکوں کے امن وسکون کو بھی برباد کر دیں گی اور خدا کی لاٹھی جو چلنی ہے وہ علیحدہ ہے۔“

نیز آپ نے حضرت مسیح موعود کے فرمودہ اس انتباہ کو بھی دہرایا:

”وہ سمجھتے ہیں کہ گالی اور بدزبانی میں ہی فتح ہے مگر ہر ایک فتح آسمان سے آتی ہے پاک زبان لوگ اپنی پاک کلام کی برکت سے انجام کار دلوں کو فتح کر لیتے ہیں مگر گندی طبیعت کے لوگ اس سے زیادہ کوئی ہنر نہیں رکھتے کہ ملک میں مفسدانہ رنگ میں تفرقہ اور پھوٹ پیدا کرتے رہیں۔......تجربہ بھی شہادت دیتا ہے کہ ایسے بدزبان لوگوں کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔“

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ نمبر 386)

12۔حرف آخر

اس معاملے کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہوئی یہ ایک مکمل راہنمائی ہے اور بار بار رونما ہونے والے ان تکلیف دہ واقعات کے سدباب کی یقینی راہ ان پر عمل درآمد ہے۔اسی طرح اسلامی ملکوں میں آباد افراد میں باہم بعد اور دوریوں کو مٹانے کا یقینی ذریعہ بھی ہر سطح پر اظہار کو قرآنی تعلیم کے تابع کرنا ہی ہے۔

مکرم محمد داؤد طاہر صاحب

مکرم ڈاکٹر سلطان محمود شاہد صاحب کی کچھ یادیں

میں نے میٹرک کا امتحان تعلیم الاسلام ہائی سکول سے پاس کرنے کے بعد 1961ء میں تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں داخلہ لیا تھا جہاں ڈاکٹر سلطان محمود شاہد کیمسٹری کے سینئر اساتذہ میں سے تھے۔میں موصوف کو اس کالج کے ایک استاد کی حیثیت سے پہچانتا تھا اور وہ بھی مجھ سے میرے والد مرحوم مولانا محمد یعقوب صاحب طاہر اور چچا پروفیسر محمد ابراہیم ناصر کے حوالے سے بخوبی متعارف تھے لیکن میں آرٹس کا طالب علم تھا لہٰذا سچ پوچھیں تو ان سے کبھی بے تکلفانہ بات چیت نہ ہوئی تھی۔میرے کالج کے قیام کے دوران ہی موصوف پوسٹ ڈاکٹریٹ ریسرچ کے لئے انگلینڈ تشریف لے گئے۔اس موقع پر کالج سٹاف کی طرف سے ایک الوداعی تقریب منعقد ہوئی جس میں ڈاکٹر ناصر احمد پرویز پروازی نے موقع کی مناسبت سے ایک نظم پڑھی۔یہ نظم بعد میں المنار میں شائع ہوئی اور اس کا عنوان تھا۔

اب سلامت رہو تو باز آؤ

نظم میں اس خواہش کا اظہار کیا گیا تھا کہ خدا تعالیٰ اس بار ان کو خیر سے واپس لے آئے۔اس کے بعد ہمیں چھوڑ کر کہیں نہ جایئے گا۔

مجھے کچھ عرصہ پہلے ایک خاص وجہ سے اس نظم کی تلاش ہوئی لیکن میرے پاس متعلقہ المنار موجود تھا نہ خلافت لائبریری سے دستیاب ہوسکا۔

اس لئے خود ڈاکٹر صاحب کے گھر پہنچا انہوں نے مجھے اسی وقت اندر بلالیا۔کچھ ہی دیر میں وہ بیساکھیوں کے سہارے ڈرائنگ روم میں تشریف لائے اور صوفے پر بیٹھ گئے۔کچھ پرانی باتوں کا تذکرہ ہوا۔پھر انہوں نے میری نوٹ بک پکڑ کر اپنے دست مبارک سے اس پر یہ شعر لکھا:

وہ آئیں گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

میں یہ شعر پڑھ کر سخت شرمندہ ہوا اور وعدہ کیا کہ آئندہ میں جب بھی ربوہ آیا ان سے شرف ملاقات حاصل کیا کروں گا۔مجھے وہ نظم تو نہ مل سکی لیکن ڈاکٹر سلطان محمود شاہد کے ساتھ ایک دیرپا تعلق کی بنیاد بن گئی۔خدا کا احسان ہے اس کے بعد ان کے ساتھ میری کئی ملاقاتیں ہوئیں اور فون پر تو بہت بار بات ہوئی۔

ڈاکٹر سلطان محمود شاہد صاحب جن کا تعلق ضلع ننکانہ کے موضع شاہ مسکین سے تھا حضرت مسیح موعود کے ایک رفیق، حضرت سید سردار احمد شاہ صاحب کے صاحبزادے تھے۔وہ 7/اکتوبر 1926ء کو پیدا ہوئے۔ان کے والد محکمہ آبپاشی میں ہیڈ کلرک تھے اور ان کی بکثرت تبدیلیاں ہوتی رہتی تھیں سو موصوف کی ابتدائی تعلیم مختلف مقامات بشمول شیخوپورہ، ہیڈ مرالہ اور گوجرانوالہ میں ہوئی لیکن انہوں نے میٹرک مسلم ماڈل ہائی سکول، بیرون دہلی گیٹ لاہور سے کیا بعد میں انہوں نے اسلامیہ کالج، ریلوے روڈ میں داخلہ لے لیا اور وہاں سے بی ایس سی کرنے کے بعد علیگڑھ یونیورسٹی سے ایم ایس سی کی ڈگری حاصل کی۔واقف زندگی تو وہ ہمیشہ سے تھے، ایم ایس سی کرنے کے بعد عملاً اس میدان میں قدم رکھ دیا اور جب تقسیم کے بعد لاہور میں تعلیم الاسلام کالج کا قیام عمل میں آیا تو ان کی تعیناتی وہاں ہوگئی۔

”میں اکتوبر 1956ء میں پی ایچ ڈی کرنے کے لئے انگلستان گیا اور یونیورسٹی آف لندن سے ڈگری حاصل کرنے کے بعد مارچ 1959ء میں واپس آیا، موصوف نے خود ایک بار مجھے بتایا: ”جب میں ربوہ پہنچا تو ریلوے سٹیشن پر حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کالج کے جملہ سٹاف کے ساتھ میرے استقبال کے لئے موجود تھے اور یہ میرے لئے ایک ایسا اعزاز ہے جس پر میں جتنا بھی فخر کروں کم ہے۔

موصوف 1963ء میں پوسٹ ڈاکٹریٹ ریسرچ کے لئے پھر انگلستان گئے اور کوئنز میری کالج میں کچھ وقت گزار کر واپس آئے۔اسی بنیاد پر انہیں رائل انسٹیٹیوٹ آف کیمسٹری کی تاحیات فیلو شپ عطا کی گئی تھی۔جب انہیں اپنی پرانی یادیں تازہ کرنے کے لئے کہا جاتا تو وہ بعض بہت دلچسپ واقعات سناتے تھے۔”میں زمانہ طالب علمی میں والی بال کھیلا کرتا تھا اور اپنے کالج کی ٹیم کا کپتان تھا۔اسی حوالے سے ایک کانووکیشن پر مجھے

قائداعظم کے ہاتھ سے بھی انعام ملا۔ یہ لمحہ بھی میرے لئے بہت تاریخی تھا اور اس کی تصویر آج بھی میرے پاس موجود ہے‘‘ انہوں نے مجھے بتایا۔ تعلیم الاسلام کالج کے قومیائے جانے کے بعد 1977ء میں موصوف کا تبادلہ گارڈن کالج، راولپنڈی میں ہوگیا جہاں وہ کم وبیش چھ سال پڑھاتے رہے۔ اپریل 1983ء میں انہیں گورنمنٹ گورونانک ڈگری کالج ننکانہ صاحب کا پرنسپل بنا دیا گیا اور وہ اکتوبر 1986ء میں اپنی ریٹائرمنٹ تک وہیں رہے۔

1978ء میں انہوں نے ربوہ میں ناصر کنڈرگارڈن کے نام سے ایک پرائیویٹ سکول قائم کیا تھا جو بعد میں ناصر پبلک سکول کی شکل اختیار کرگیا۔ یہ سکول تعلیم الاسلام ہائی سکول کے قومیائے جانے کے بعد ربوہ کے بچوں کو معیاری تعلیم کی سہولت فراہم کرنے کے لئے قائم کیا گیا تھا اور اس حوالے سے اس نے گراں قدر خدمات سرانجام دیں لیکن جب جماعت کے اپنے سکولوں نے کام کرنا شروع کر دیا تو اس سکول کی مزید افادیت نہ رہی اور اسے بند کردیا گیا۔

موصوف کی ساری زندگی تعلیم وتدریس میں گزری تھی اور جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے انہیں ایک پرائیویٹ تعلیمی ادارہ چلانے کا تجربہ بھی حاصل تھا چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے انہیں نائیجیریا بھجوایا تا کہ وہ وہاں پر ایک نرسری/پرائمری سکول کے قیام کے بارہ میں اپنی ماہرانہ رائے دے سکیں۔ ڈاکٹر صاحب کے اس دورے کی رپورٹ ہفت روزہ ’’ٹروتھ‘‘ کے حوالے سے 17 دسمبر 1988ء کے الفضل میں شائع ہو چکی ہے۔ رپورٹ کے مطابق ’’ڈاکٹر شاہد ......نے...... بتایا کہ حضرت امام جماعت احمدیہ......کی...... خواہش ہے کہ یہ منصوبہ جلد ازجلد شروع کر دیا جائے۔ ٹروتھ نے بتایا ہے کہ یہ بین الاقوامی نرسری/پرائمری سکول اکوئی میں یا لیگوس میں اکیجا کے مقام پرحکومت کی طرف سے مخصوص علاقے میں قائم کیا جائے گا۔‘‘

ڈاکٹر سلطان محمود شاہد صاحب نے ماشاءاللہ 90 برس عمر پائی۔ وہ محلّہ دارالرحمت وسطی میں مقیم تھے اور پیرانہ سالی کے باجود ذہنی طور پر بالکل تندرست حالت میں تھے۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ میں جب ابھی ان کی خدمت میں حاضر ہوا وہ میرا نام سنتے ہی مجھے پہچان جاتے اور ہر بار ان سے کوئی نہ کوئی نئی بات سننے کو ملتی انہوں نے ذکر کیا کہ جب وہ پی ایچ ڈی کے لئے انگلینڈ گئے اور ان کے ایک نوبیل انعام یافتہ پروفیسر، ڈی ایچ آربرٹن کو ان کے احمدی ہونے کا علم ہوا تو موصوف نے اپنے دو احمدی طلبہ کا خاص طور پر ذکر کیا۔

موصوف کو ایک طویل عرصہ تک تعلیم الاسلام کالج میں حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کی سربراہی میں کام کرنے کا موقعہ ملا چنانچہ اس دور کی بہت سی خوبصورت یادیں ان کے ذہن میں محفوظ تھیں۔ انہوں نے ایک بار مجھے بتایا ’’جس سال قادیان میں تعلیم الاسلام کالج جاری ہوا اسی سال میرے ایک عزیز، عبدالرحمٰن نے میٹرک کا امتحان فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا۔ اس کی خواہش تھی کہ وہ تعلیم الاسلام کالج میں داخلہ لے مگر اس کے مالی حالات ایسے نہ تھے کہ وہ قادیان میں ہوسٹل میں رہ کر تعلیم حاصل کرسکتا۔ مجھے اس کی اس خواہش کا علم ہوا تو میں نے محض للہ اسے ساتھ لیا اور قادیان پہنچ گیا۔ کالج میں انٹرویو کے لئے میں اس کے ساتھ گیا اور صاحبزادہ صاحب کے سامنے عبدالرحمٰن کی مالی حالت بیان کی جس پر انہوں نے اس کی پوری فیس معاف کر دی اور یہ وعدہ بھی کیا کہ اس کی ممکن حدتک مزید مالی مدد بھی کی جائے گی۔

ڈاکٹر سلطان محمود شاہد صاحب قادیان سے ہجرت کے بعد لاہور میں تعلیم الاسلام کالج کے اجرا کا زمانہ یاد کرتے ہوئے بتایا کرتے تھے۔ قیام پاکستان کے کچھ ہی عرصہ بعد ڈی اے وی کالج کی متروکہ عمارت تعلیم الاسلام کالج کو الاٹ ہوگئی اور یہ کالج عارضی طور پر اس متروکہ عمارت میں جاری ہوگیا وہ عجیب کسمپرسی کا زمانہ تھا۔ سائنس پڑھانے والے تو موجود تھے لیکن سائنس کے پریکٹیکلز کا کوئی سامان نہ تھا۔ اس وقت اس سامان کا حصول بھی مشکل تھا۔ اتفاق دیکھئے قریب ہی سناتن دھرم کالج کی متروکہ عمارت میں ایم اے او کالج شروع ہو چکا تھا وہاں سائنس پریکٹیکلز کا بہت سامان پڑا ہوا تھا لیکن پڑھانے والے میسر نہ تھے۔ اسی صورت حال میں دونوں کالجوں کا باہمی تعاون دونوں کے لئے مفید نتائج پیدا کرسکتا تھا۔ خدا نے خود اس تعاون کے اسباب پیدا فرمائے۔ پریکٹیکلز کے لئے سامان نہ تھا مگر پڑھانے والے موجود تھے اس بنا پر ایم اے او کالج کے فزکس کے پروفیسر ہمارے پروفیسر صاحب کے پاس آئے اور تجویز پیش کی کہ تعلیم الاسلام کالج کے پروفیسر ایم اے او کالج کے طلبہ کو پڑھا دیا کریں تو اس کے عوض تعلیم الاسلام کالج کے طلبہ سائنس پریکٹیکلز ایم اے او کالج میں کر سکتے ہیں پرنسپل صاحب نے یہ تجویز بخوشی قبول کر لی اور اس طرح دونوں کالجوں کے طلبہ کو عمدہ اور معیاری پڑھائی کا موقع مل گیا۔

ان ہی دنوں کی ایک اور یاد تازہ کرتے ہوئے ڈاکٹر سلطان محمود شاہد بتاتے تھے۔ اس زمانے میں پنجاب یونیورسٹی سے منسلک کالجوں میں کشتی رانی کا مقابلہ ہر سال دریائے راوی پر ہوتا تھا۔ فائنل مقابلہ بالعموم اسلامیہ کالج لاہور اور تعلیم الاسلام کالج کے درمیان ہوا کرتا تھا جسے دیکھنے کے لئے دونوں کالجوں کے طلبہ کے علاوہ بہت سے دیگر شائقین بھی جمع ہو جایا کرتے تھے۔ ایک بار جب دونوں ٹیمیں مقابلہ کے لئے آمنے سامنے کھڑی تھیں اسلامیہ کالج کے کوچ نے اپنی ٹیم سے وعدہ کیا کہ اگر وہ جیت گئی تو اسے سو روپیہ انعام دیا جائے گا۔ یہ اعلان سن کر صاحبزادہ مرزا ناصر احمد نے فرمایا کہ اگر اسلامیہ کالج کی ٹیم جیت گئی تو وہ اپنی طرف سے بھی اسے سو روپیہ انعام دیں گے۔ یہ مقابلہ ہماری ٹیم جیت گئی تاہم مقابلے کے بعد اسلامیہ کالج کی ٹیم کے کوچ، ممبران ٹیم اور طلبہ نے صاحبزادہ مرزا ناصر احمد کی بہت تعریف کی اور اعتراف کیا کہ انہوں نے اپنی ٹیم کی بجائے مقابل ٹیم کو انعام دینے کا اعلان فرما کر اپنی وسیع الظرفی کا ثبوت مہیا کیا ہے۔

ڈاکٹر سلطان محمود شاہد کالج کی سٹوڈنٹس یونین کے انچارج تھے اور انہوں نے سالہا سال تک یہ ذمہ داری بطریق احسن نبھائی۔ اس حوالے سے وہ ذکر کیا کرتے تھے۔

’’یونین کے عہدیدار اپنی میٹنگز کے دوران ایک خاص مخصوص لباس پہنتے تھے۔ صدر سرخ رنگ کا گاؤن پہنتا جبکہ سیکرٹری کے لئے زرد رنگ کا گاؤن اور کلاس نمائندگان کے لئے سیاہ رنگ کا گاؤن مخصوص تھا۔ ان گاؤنوں کے بارڈر پر دو انچ چوڑی سرخ ریشمی پٹی لگی ہوتی تھی۔ یونین کی افتتاحی تقریب میں تمام عہدیدار گاؤن پہن کر ہال کے مین گیٹ پر دو قطاروں میں کھڑے ہو جاتے تھے۔ پرنسپل صاحب ازراہ شفقت اس جلوس کی قیادت کرتے اور یہ جلوس مین گیٹ سے داخل ہو کر ہال کے درمیان میں سے گزرتا ہوا سٹیج پر پہنچتا اور تمام عہدیدار اپنے لئے مختص نشستوں پر بیٹھ جاتے۔ ’’سالانہ بین الکلیاتی اردو و انگریزی مباحثات کالج یونین کے سب سے اہم فنکشنز سمجھے جاتے تھے۔ اس موقع پر کئی کالجوں سے مقررین کی ٹیمیں شرکت کیا کرتی تھیں۔ ڈاکٹر سلطان محمود شاہد بتاتے ہیں کہ یہ مباحثات دو دن جاری رہتے تھے۔‘‘

بین الکلیاتی مباحثات کے موقع پر دوسرے دن مباحثہ شروع ہونے سے قبل تمام مقررین اور منتظمین کو یونین کی طرف سے ایک عشائیہ دیا جاتا تھا جس میں پرنسپل صاحب بھی شرکت فرماتے۔ ڈاکٹر صاحب نے ایک دفعہ ذکر کیا کہ قبل ازیں جیتنے والی ٹیم کو ٹرافی اور انفرادی پوزیشنیں حاصل کرنے والے مقررین کو کپ بطور انعام دیئے جاتے تھے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد اپنے طلبہ سے کس درجہ محبت رکھتے تھے، اس کا اندازہ ڈاکٹر سلطان محمود شاہد کے بیان کردہ کچھ واقعات سے ہوتا ہے۔ انہوں نے بتایا: ’’کالج کے طلبہ ہمہ وقت ان کے دفتر کے سامنے سے گزرا کرتے تھے جس سے دن بھر وہاں خاصا شور رہتا۔ ایک بار میں نے تجویز پیش کی کہ اگر پرنسپل آفس کے دروازہ کے باہر برآمدہ میں دونوں طرف پھولدار گملے رکھوا دیئے جائیں تو طلبہ کی اس راستے سے آمد ورفت بند ہو جائے گی اور پرنسپل صاحب سکون سے اپنے دفتر کا کام کرسکیں گے۔ آپ نے میری اس تجویز کو پسند نہ کیا اور فرمایا کہ ایسا کرنا مناسب نہیں ہے کیونکہ اس طرح طلبہ سے میرا براہِ راست رابطہ ختم ہو جائے گا۔

ڈاکٹر سلطان محمود نے مزید بیان کیا کہ ’’سردیوں کے دن تھے۔ ایک دفعہ پرنسپل صاحب دفتر سے نکل کر اپنی کوٹھی کی طرف جانے لگے تو برآمدے میں ایک لڑکا سردی سے ٹھٹھر رہا تھا۔ وہ اس کے پاس گئے اور اس کے جسم کو ہاتھ لگایا تو معلوم ہوا کہ وہ صرف ایک قمیص پہنے ہوئے ہے۔ انہوں نے اس بچے کی محرومی کو شدت سے محسوس کیا اور گھر پہنچتے ہی بازوؤں والا ایک سویٹر مجھے بھجوایا کہ میں اس لڑکے کو دوں۔ اس کے بعد انہوں نے کچھ اور سویٹر منگوا کر مستحق لڑکوں میں تقسیم کئے۔‘‘

شادی تعلیم الاسلام کالج کا ایک جیتا جاگتا کردار تھا۔ ڈاکٹر سلطان محمود شاہد کا کہنا ہے کہ ’’چونکہ وہ ہر کس و ناکس کا کام بغیر کسی حیل و حجت کے کر دیا کرتا تھا لہٰذا سب لوگ اسے دن بھر دوڑاتے رہتے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کالج میں کہیں بھی ہوں۔ وہ تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد ضرور آپ کے سامنے سے گزرتا۔ نہایت ہی فرمانبردار تھا۔ پرنسپل صاحب کو وہ ہمیشہ ’’میاں صاحب جی‘‘ کہہ کر بات کرتا تھا۔ وہ اس کے سادہ طرز تکلم کی وجہ سے بھی اس سے انتہائی شفقت سے پیش آتے اور اس کی کوئی فرمائش رد نہ کرتے۔

ایک بار میں ڈاکٹر سلطان محمود شاہد کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ مجھے تعلیم الاسلام کالج کے زمانہ کے بعض گروپ فوٹو دکھانے لگے۔ یہ فوٹوز مختلف کانووکیشنوں کے موقع پر لئے گئے تھے۔ انہوں نے پیشکش کی کہ اگر میں چاہوں تو ان تصاویر کی کاپیاں اپنے ریکارڈ کے لئے رکھ سکتا ہوں پھر کالج کے بعض پرانے اساتذہ اور ان کے ساتھ گزرے ہوئے وقت کا ذکر ہونے لگا۔ جب میں نے ان سے اجازت چاہی تو انہوں نے مجھے کاغذ کے ایک ٹکڑے پر یہ شعر لکھ کر دیا:

اے دوست کسی ہمدمِ دیرینہ کا ملنا
بہتر ہے ملاقاتِ مسیحا و خضر سے

مجھے خوشی ہے کہ انہوں نے اپنے ساتھ میری ملاقاتوں پر ہمیشہ دلی مسرت کا اظہار کیا، کمزوری صحت کے باوجود دیر تک گفتگو فرمائی اور مجھے ’’ہمدم دیرینہ‘‘ کے اعزاز سے سرفراز فرمایا۔

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

ولادت

۞ مکرم محمد عمر صاحب ولد مکرم نور احمد صاحب نصیر آباد غالب ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے میری بیٹی مکرمہ آسیہ پروین صاحبہ اہلیہ مکرم طاہر احمد بٹ صاحب سری لنکا کو مورخہ 15 ستمبر 2013ء کو بیٹا عطا فرمایا ہے۔ بچے کا نام آژمیر بٹ تجویز ہوا ہے۔ نومولود مکرم شریف احمد بٹ صاحب دارالفضل شرقی ربوہ کا پوتا اور مکرم غلام محمد صاحب کی نسل سے ہے۔ ان کے چچا حضرت میراں بخش صاحب رفیق حضرت مسیح موعود تھے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک، صالح خادم دین اور والدین کیلئے قرۃ العین بنائے۔ آمین

ولادت

۞ مکرم ناصر احمد طاہر صاحب سیکرٹری صنعت و تجارت نصیر آباد رحمٰن ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے خاکسار کو مورخہ 5/اکتوبر 2013ء کو ایک بیٹے کے بعد بیٹی عطا فرمائی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت قرۃ العین نام عطا فرمایا ہے۔ نومولودہ مکرم چوہدری رشید احمد صاحب مرحوم آف خانیوال کی نواسی اور مکرم حافظ محمد اشرف شاکر صاحب کی پوتی ہے۔ احباب کرام سے نومولودہ کی صحت و سلامتی درازی عمر نیک صالح اور والدین کیلئے قرۃ العین ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

سانحہ ارتحال

۞ مکرم مظفر احمد ظفر صاحب گجراتی معلم وقف جدید تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی والدہ محترمہ فضل بیگم صاحبہ زوجہ مکرم غلام محمد صاحب مرحوم آف چک سکندر ضلع گجرات حال مقیم دارالصدر شمالی ہدیٰ ربوہ دو ماہ کی علالت کے بعد مورخہ 2/اکتوبر 2013ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ مرحومہ کی نماز جنازہ مورخہ 2/اکتوبر 2013ء کو بعد نماز مغرب بیت المبارک میں مکرم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد مقامی نے پڑھائی اور عام قبرستان میں تدفین کے بعد محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر رشتہ ناطہ نے دعا کرائی۔ مرحومہ حضرت بیگم بی بی صاحبہ رفیقہ حضرت مسیح موعود بیعت 1905ء زوجہ مکرم فتح دین صاحب کی نواسی تھیں۔ مرحومہ صوم و صلوٰۃ کی پابند اور چندہ کی تحریکات میں نمایاں تھیں۔ وفات سے قبل تمام چندہ جات ادا کر چکی تھیں۔ پارٹیشن سے پہلے مرحومہ اپنی نانی جان کے ساتھ پیدل جلسہ قادیان میں شرکت کے لئے جایا کرتی تھیں۔ مرحومہ کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر کی توفیق فرمائے۔ آمین

ملازمت کے مواقع

۞ پاکستان کونسل آف سائنٹیفک اینڈ انڈسٹریل ریسرچ کو جونیئر ٹیکنیکل آفیسر، اکاؤنٹ اسسٹنٹ الیکٹریشن اور ہیلپرز کی خالی آسامیوں کے لئے موزوں امیدواروں سے درخواستیں مطلوب ہیں۔

۞ نشاط چونیاں لمیٹڈ کو ڈپٹی مینیجر الیکٹریکل کی ضرورت ہے۔ ایسے احباب جن کی تعلیم B.Sc الیکٹریکل انجینئرنگ ہو اور 5 سے 7 سال تک کا تجربہ رکھتے ہوں، درخواست دینے کے اہل ہوں۔

۞ Giz(Gmbh) کو کراچی کے لئے سینئر ٹیکنیکل ایڈوائزر فار امپلیمینٹیشن، ٹیکنیکل ایڈوائزر انفرا سٹرکچر، ٹیکنیکل ایڈوائزر کیپیسٹی بلڈنگ، فنانس آفیسر، ایڈمن / لاجسٹکس / پراکیورمنٹ اینڈ آئی ٹی آفیسر، فیلڈ اینڈ ڈیٹا کولیکشن اسسٹنٹ اور ڈرائیورز کی ضرورت ہے۔

۞ ایک پروگریسو پبلک سیکٹر آرگنائزیشن BE/B.Sc انجینئرنگ ڈگری ہولڈرز کے لئے ایک سالہ پوسٹ گریجوایٹ ٹریننگ (PGTP) کا انعقاد کر رہی ہے جس میں کامیاب ہونے والے امیدواروں کو جونیئر انجینئر (SPS-8) کی ملازمت مہیا کی جائے گی۔ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 23/اکتوبر 2013ء ہے۔

۞ ڈائنامک سپورٹس ویئر پرائیویٹ لمیٹڈ کو مرچنڈائزر آفیسرز اور پراڈکشن ٹرینی کی ضرورت ہے۔ ایسے احباب بھی اپلائی کر سکتے ہیں جنہوں نے حال ہی میں گریجوایشن تک تعلیم مکمل کی ہو۔

۞ Mercy Cops آرگنائزیشن کو مانیٹرنگ، ایویلو ایشن اینڈ لرننگ مینیجر (MEL) کی خالی آسامی کیلئے ماسٹر ڈگری ہولڈرز سے درخواستیں مطلوب ہیں۔

۞ الائیڈ فوڈ کمپنی کو پروکیورمنٹ مینیجر کی ضرورت ہے۔ ایگریکلچر سے متعلقہ شعبہ میں تعلیم یافتہ امیدواروں کو ترجیح دی جائے گی۔

۞ صدار بڑ ورکس پرائیویٹ لمیٹڈ کو سینئر انڈسٹریل الیکٹریشن اور انڈسٹریل الیکٹریشن کی ضرورت ہے۔

۞ پاکستان انسٹیٹیوٹ آف پبلک فنانس اکاؤنٹس (PIPFA) کو اکاؤنٹس آفیسر اور ایجوکیشن آفیسر کی خالی آسامیوں کے لئے درخواستیں مطلوب ہیں۔

۞ Mas Group (A Lubricant Company) کو پنجاب کے مختلف شہروں کیلئے بزنس ڈویلپمنٹ آفیسر اور سیلز ایگزیکٹو اینڈ ٹیریٹوری مارکیٹنگ آفیسر کی ضرورت ہے۔

۞ یونائیٹڈ نیشن ایجوکیشنل سائنٹیفک اینڈ کلچرل آرگنائزیشن (UNESCO) کو اسلام آباد کیلئے سینئر پروگرام اسسٹنٹ کی ضرورت ہے۔

نوٹ: اشتہارات کی تفصیل کیلئے 6/اکتوبر 2013ء کا اخبار روزنامہ جنگ ملاحظہ فرمائیں۔

(نظارت صنعت و تجارت)

سالانہ تربیتی پروگرام

(مجلس اطفال الاحمدیہ طاہر بلاک ربوہ)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس اطفال الاحمدیہ مقامی ربوہ کو طاہر بلاک کا سالانہ تربیتی پروگرام 13 ستمبر تا 18 ستمبر 2013ء منعقد کروانے کی توفیق ملی۔ اس تربیتی پروگرام کی افتتاحی تقریب مورخہ 13 ستمبر 2013ء کو صبح 6 بجے نئی جلسہ گاہ میں منعقد ہوئی۔ مہمان خصوصی مکرم مبشر احمد مان صاحب معاون مہتمم اطفال مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان تھے۔ اس تقریب میں 133 اطفال اور 20 مہمانان شامل ہوئے۔

اس تربیتی پروگرام میں 7 علمی اور 8 ورزشی مقابلہ جات شامل کئے گئے۔ علمی مقابلہ جات میں تلاوت، نظم، تقریر اُردو، دعوت الی الصلوۃ، دینی معلومات، ادعیہ خلافت جوبلی و ادعیہ بیان فرمودہ حضور انور بحوالہ خطبہ جمعہ 8 مارچ 2013ء اور پرچہ خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ شامل تھے جبکہ انفرادی ورزشی مقابلہ جات میں دوڑ 100 میٹر، لانگ جمپ، ثابت قدمی، میراتھن ریس، اور بوری ریس شامل تھے اور اجتماعی ورزشی مقابلہ جات میں کرکٹ، باڑی، کبڈی اور میرو ڈبّہ کے مقابلہ جات شامل تھے۔ اجتماعی ورزشی مقابلہ جات کے علاوہ باقی تمام مقابلہ جات معیار وائز کروائے گئے۔

ابتدائی اجتماعی مقابلہ جات کا آغاز 18 اگست 2013ء سے ہوا۔ تمام مقابلہ جات ناک آؤٹ سسٹم کی بنیاد پر کھیلے گئے۔ کرکٹ کے مقابلہ جات بیوت الحمد، کبڈی اور باڑی کے مقابلہ جات کہکشاں کالونی اور میرو ڈبّہ کے مقابلہ جات حلقہ نصیر آباد سلطان کی گراؤنڈز پر کھیلے گئے۔ مؤرخہ 15 ستمبر 2013ء کو بعد از نماز عصر بیت حمد طاہر آباد شرقی میں اطفال کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب بیان فرمودہ برموقع اجتماع اطفال الاحمدیہ جرمنی 16 ستمبر 2011ء سنوایا گیا۔ بعد ازاں اطفال میں اس خطاب کی مطبوعہ کاپیاں بھی تقسیم کی گئیں۔ دوران پروگرام باقاعدگی کے ساتھ صدقہ دیا گیا اور حضور انور کی خدمت میں دعا کی غرض سے فیکس ارسال کی جاتی رہی۔

اس پروگرام کی اختتامی تقریب مؤرخہ یکم اکتوبر 2013ء بیت بہادر شیر طاہر آباد جنوبی میں منعقد ہوئی جس کے مہمان خصوصی محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر رشتہ ناطہ تھے۔ تلاوت قرآن کریم، وعدہ اطفال اور نظم کے بعد مکرم رحمٰن خان صاحب نائب نگران طاہر بلاک نے رپورٹ پیش کی۔ بعدہ محترم مہمان خصوصی نے اطفال کو نصائح کیں اور اعزاز پانے والے اطفال میں انعامات تقسیم کئے۔ علمی مقابلہ جات میں مثالی طفل فرید احمد نصیر آباد سلطان جبکہ ورزشی مقابلہ جات میں بہترین کھلاڑی طاہر احمد کہکشاں کالونی تھے۔ مکرم شفیق احمد ججہ صاحب ناظم اطفال نے تمام حاضرین اور مہمان خصوصی کا شکریہ ادا کیا اور مکرم مہمان خصوصی نے دعا کروائی۔ آخر پر مہمانان اور تمام اطفال کی خدمت میں ریفرشمنٹ پیش کی گئی۔ اس تقریب کی میں 135 اطفال 45 والدین 35 مہمانان شامل ہوئے۔

دیہات میں رہنے والے
خریداران الفضل متوجہ ہوں

۞ قارئین روزنامہ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ آجکل الفضل بذریعہ کوریئر بھجوایا جا رہا ہے۔ کوریئر کی سہولت نہ ہونے کی وجہ سے دیہات میں بعض جگہ الفضل نہیں پہنچ پاتا۔ خریداران سے درخواست ہے کہ جن تک الفضل نہیں پہنچ رہا اپنے ایسے ایڈریس سے دفتر الفضل کو مطلع کریں جس پر الفضل ان تک بذریعہ کوریئر پہنچایا جا سکے۔

(مینیجر روزنامہ الفضل)

خالص سونے کے زیورات کا مرکز
کاشف جیولرز
گولبازار ربوہ
میاں غلام مرتضیٰ محمود
فون دکان: 047-6215747 فون رہائش: 047-6211649

درخواست دعا

مکرم جاوید احمد صاحب دارالنصر غربی منعم ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

میری نومولودہ بیٹی پھیپھڑوں کے انفیکشن کی وجہ سے بیمار ہے۔ نومولودہ 3؍اکتوبر 2013ء کو پیدا ہوئی اور اسی دن سے ICU فضل عمر ہسپتال میں داخل ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جملہ پیچیدگیوں سے محفوظ رکھتے ہوئے شفاء کاملہ و عاجلہ اور عمر دراز عطا فرمائے۔ آمین

قربانی کی کھالوں کا ٹینڈر

قربانی کی کھالیں خریدنے کے خواہشمند حضرات اپنے ٹینڈر مورخہ 15؍اکتوبر 2013ء کی شام 4 بجے تک دفتر صدر عمومی لوکل انجمن احمدیہ ربوہ میں جمع کروادیں۔ ٹینڈر اسی روز شام 6 بجے ٹینڈر دہندگان کی موجودگی میں کھولے جائیں گے۔

(صدر عمومی لوکل انجمن احمدیہ ربوہ)

جاپانی فیسٹیول میں 30 ہزار لالٹینیں روشن

جاپانی دارالحکومت ٹوکیو میں روشنیوں سے بھرا ایک ''میتاما فیسٹیول'' منعقد کیا گیا جس میں لوگوں نے کاغذی لالٹینوں کے ساتھ شرکت کی۔ میتاما فیسٹیول یا شیو کیونی کی یادگار پر منعقد کیا گیا جہاں دوسری جنگ عظیم کے دوران ہلاک ہونے والے تقریباً 24 لاکھ جاپانی دفن ہیں۔ چار روزہ اس فیسٹیول میں کم از کم 30 ہزار سے زائد کاغذی لالٹینوں کو روشن کر کے رکھا گیا جس سے ایک دلکش نظارہ تخلیق ہو گیا اور لوگ اس سے لطف اندوز ہوتے رہے۔ یاد رہے کہ ماضی میں جاپانی سربراہان مملکت اور سیاستدان اس میلے میں شرکت کرتے تھے جس کے سبب تنازعات پیدا ہو جایا کرتے تھے۔

(روزنامہ دنیا 16 جولائی 2013ء)

ربوہ میں طلوع و غروب 11۔اکتوبر

طلوع فجر	4:47
طلوع آفتاب	6:06
زوال آفتاب	11:55
غروب آفتاب	5:44

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

11؍اکتوبر 2013ء

6:25 am	حضور انور کی برسلز اور جرمنی کے میڈیا سے پریس کانفرنس دسمبر 2012ء
8:00 am	خطبہ جمعہ Live
11:55 am	حضور انور کی میڈیا سے گفتگو
1:25 pm	راہ ہدیٰ
4:00 pm	دینی و فقہی مسائل
5:00 pm	خطبہ جمعہ 11؍اکتوبر 2013ء
9:20 pm	خطبہ جمعہ 11؍اکتوبر 2013ء
11:20 pm	حضور انور کی پریس کانفرنس

روشن کاجل
آنکھوں کی حفاظت اور خوبصورتی کیلئے
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
Ph:047-6212434

وردہ فیبرکس
چیمہ مارکیٹ بالمقابل الائیڈ بینک ربوہ (دکان گلی کے اندر ہے)
0333-6711362, 047-6213883

Skylite Institute of Information Technology
(Educating People For Future)
کمپیوٹر ڈپلومہ
سکائی لائٹ انسٹیٹیوٹ کے زیر اہتمام کمپیوٹر شارٹ کورسز/ڈپلومہ کورسز کا آغاز ہو چکا ہے
کمپیوٹر بیسکس دورانیہ 1 ماہ
مائیکروسافٹ آفس دورانیہ 2 ماہ
گرافکس ڈیزائننگ دورانیہ 2 ماہ
ویب ڈیویلپمنٹ دورانیہ 3 ماہ
اردو ان پیج دورانیہ 1 ماہ
کامیاب طلباء کے لئے Skylite Communications میں جاب کرنے کے شاندار موقع
نظارت تعلیم سے منظور شدہ ، UPS اور جنریٹر کی سہولت ، ائرکنڈیشنڈ کلاس رومز ، کوالیفائیڈ ٹیچرز
4/14. 2nd Floor, Gole Bazar Rabwah, PH: 047-6211002

چوہدری پراپرٹی ایڈوائزر
جائیداد کی خرید و فروخت کا بااعتماد ادارہ
گل مارکیٹ ساہیوال روڈ نزد جلسہ گاہ ربوہ
0300-8135217,0333-6706639
0333-8217034

کسی بھی معمولی یا پیچیدہ خطرناک آپریشن سے پہلے
الحمید ہومیو کلینک اینڈ سٹورز
ہومیو فزیشن ڈاکٹر عبدالحمید صابر (ایم۔اے)
عمر مارکیٹ نزد اقصیٰ چوک ربوہ فون: 0344-7801578

خدا تعالیٰ کے فضل و رحم کے ساتھ
اٹھوال فیبرکس
بوتیک وفینسی ورائٹی کا مرکز
اتحاد کاٹن 3P-4P پرنٹ لیلن۔
پرنٹ شرٹ + کھدر + بے بی کاٹن
پروپرائٹر: اعجاز احمد طاہر: 0333-3354914
ملک مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ

FR-10

STUDY IN GERMANY

www.ErfolgTeam.com in EXCLUSIVE affiliation with German Universities & Institutes offer you:

Session-April -2014
Admissions Open

1. **Quick Package for Universities in Germany**

Start learning German language in Germany

Opportunities for Intermediate (12th Class), Bachelors & Masters Students in all fields

No need to learn German language in Pakistan

(Starting installment only 2000Euros)

FEE PAYABLE DIRECTLY TO THE SCHOOL IN GERMANY

Time duration for the whole process/embassy appearance: around 4 to 6 months

2. **Direct Package at FH Aachen University in Germany**

ENGINEERING & BUSINESS PROGRAMS

From foundation year till Masters **ALL STUDY IN ENGLISH LANGUAGE**

basic requirement Matriculation/O-level/First year/Intermediate

NO BANK ACCOUNT NEEDED FOR VISA

First year + accommodation (17,000Euros total) + Bachelors & Masters is almost free, 85 Euros per month

FEE PAYABLE DIRECTLY TO FH AACHEN UNIVERSITY GERMANY

For further informations please visit our partner university's homepage

http://www.fh-aachen.de/en/university/freshman/program/

3. **Comfort Package with ErfolgTeam:** The candidates who cannot afford the above mentioned packages may also apply in comfort package, in which you have to do German language in Pakistan beforehand. In this way, save the language fee in Germany. Admission also possible in English program.

Requirement: Students with Intermediate, Bachelors or Masters background

3 to 6 months German language in Pakistan

Consultancy + Admission + Embassy Documentation + Interview Preparation

Even after reaching Germany, pick up service from Airport to University

Please contact your ErfolgTeam in Germany

Office Tel +49 6150 8309820, **Fax**: +49 6150 830 9233

Mob: +49 176 56433243, +49 163 1303507

Web: www.ErfolgTeam.com **Email**: info@erfolgteam.com **Skype ID erfolgteam**